گستاخ رسول کا انجام

مؤلف
مولانا محمد نصیر اللہ نقشبندی

باہتمام
حافظ محمد جمیل قادری

مکتبہ غوثیہ
پرانی سبزی منڈی کراچی پاکستان

تقریظِ جلیل

استاذ العلماء بقیۃ السلف حضرت جمیل احمد نعیمی مدظلہم

(ناظم تعلیمات واستاذالحدیث، دارالعلوم نعیمیہ کراچی)

مغزِ قرآن، روحِ ایمان، جانِ دین ہست حُبِّ رحمۃ اللعالمین

قرآن عظیم و حدیث رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں انبیاء و مرسلین عظام علیہم الصلوۃ والسلام کے متعدد آیات کریمہ اور مختلف احادیث شریفہ میں فضائل ومناقب اور تکریم وتعظیم کو بیان کیا گیا ہے مگر افسوس صد افسوس بعض بدبخت وبدنصیب مستشرقین ان واضح دلائل و براہین کے ہونے کے باوجود انبیاء بالخصوص سیّد الانبیاء، محبوبِ کبریا، وجہِ تخلیقِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہ صِرف زبانی گستاخی و بے ادبی کرتے ہیں بلکہ پرنٹ میڈیا کے ذَرِیعے بھی اس جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج نہ صرف اسلامی ملکوں بلکہ خود مغربی ممالک میں بھی اس جرم کے خلاف پرزور احتجاج ہو رہا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک نہ صرف حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے خلاف کچھ کہنا جرم وگستاخی ہے بلکہ از حضرت آدم تا حضرت عیسیٰ علیہم السلام بہت بڑا گناہ ہے۔

ہر دَور میں بعض یہود وہنود نے مسلمانوں کی دل آزاری کرتے ہوئے انہیں امتحان میں ڈالا ہے، ایسی ہی کچھ صورت 2006ء میں بھی واقع ہوئی ہے، اس پر اخبار ورسائل اور الکٹرانک میڈیا گواہ ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ گاہے بگاہے مستشرقین اس قسم کی حرکت کر کے یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ابھی مسلمانوں میں کتنی حمیت وغیرت اور عشق ومحبت اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلسلے میں باقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے مشہور ومعروف عالم ودانشور پروفیسر ڈاکٹر ابولیث صدیقی مرحوم نے فرمایا، مغرب کے بعض اسکالرز اور دانشوروں کا اعتراض اسلام پر دس فیصد ہوتا ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر نوے فیصد ہوتا ہے کیونکہ وہ جانتے ہے کہ گنہگار سے گنہگار مسلمان بھی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کس درجہ کی عقیدت ومحبت رکھتا ہے اور گستاخ وبے ادب سے نفرت کرتا ہے، انہی جذبات واحساسات سے متاثر ہو کر عزیزم مولانا محمد نصیر اللہ نقشبندی زید مجدہٗ نے یہ رِسالہ تحریر کیا ہے۔ ؎ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مقدمہ

نحمدہ' و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اِنّ الذین یوذونَ اللّٰہ و رسولہ' لعنھمُ اللّٰہ فِی الدنیا والاٰخِرۃ و اَعدّلھم عذابا مّھینا (احزاب:۵۷)

اے خاصہ خاصانِ رُسل وقت دعا ہے
اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

گزشتہ سال ستمبر 2005ء اور اکتوبر میں ڈنمارک اور ناروے کے اخبارات میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کی گئیں اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کے متعلق توہین آمیز خاکے شائع کیے گئے اور یہود و ھنود کی طاغوتی قوتوں نے اسے آزادیٔ اظہار کا نام دے کر اُن گستاخوں کی پشت پناہی کی اور ان کے ناپاک اِرادوں کا دفاع کیا، ایسی بے لگام آزادیٔ اظہار کے بارے میں علامہ اقبال نے یوں لکھا تھا ؎

گو فکر خدا داد سے روشن ہے زمانہ آزادیٔ اظہار ہے ابلیس کی ایجاد

یہود و ھنود کی اس مذموم اور ناپاک حرکت پر پورا عالم اسلام تڑپ اُٹھا اور تمام مسلمان محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عملی اظہار کے طور پر میدانِ عمل میں نکل آئے، لاکھوں، کروڑوں بلکہ کرۂ ارض پر بسنے والے تقریباً ڈیڑھ ارب مسلمانوں نے بیک زبان سراپا احتجاج ہو کر یہود و ھنود کو للکارا، مسلمانوں کے محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس نہ تھمنے والے سیلاب کو دیکھ کر یہود و ھنود کی پوری دُنیا میں ہوائیاں اُڑی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، دنیا کے ہر شہر میں احتجاج ہوا، اس احتجاج میں درجنوں شمعِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پروانوں نے جامِ شہادت نوش کرتے ہوئے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی ثبوت دیا، پاکستان میں علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، علامہ سیّد عرفان شاہ مشہدی، مولانا سیّد محفوظ شاہ مشہدی، مولانا قاسم علوی، مولانا خادم حسین رضوی، صاحبزادہ رضاء مصطفیٰ، سیّد مختار اشرف رضوی سمیت سینکڑوں عشاقانِ مصطفیٰ کو گرفتار کر کے پابند سلاسل کیا گیا، پاکستان اور سعودی عرب سمیت کچھ اسلامی ممالک نے ڈنمارک اور ناروے سے سفارتی تعلقات بھی منقطع کرنے کا اِعلان کیا۔

پاکستان کے چاروں صوبوں میں شمعِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پروانوں نے محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مستغرق ہوکر پرزور احتجاج کیا، بڑے بڑے جلوس اور تاریخی ریلیاں نکالی گئیں، پاکستان میں سب سے بڑی احتجاجی ریلی اہلسنّت و جماعت کی جانب سے مورخہ 16 فروری 2006ء بروز جمعرات کو مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن (صدر تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان)، مولانا سیّد شاہ تراب الحق قادری، مفتی محمد جان نعیمی، صاحبزادہ محمد ریحان امجد نعمانی کی قیادت میں نکالی گئی، یہی چاروں افراد اس ریلی کے ابتدائی محرک ہیں، واضح رہے کہ اس ریلی کے سلسلے میں پہلا اجلاس دارالعلوم امجدیہ کراچی میں منعقد ہوا، اس اجلاس کی کال بھی مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہٗ نے دی تھی، اسی اجلاس میں متفقہ طور پر قبلہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب کو ریلی کا متفقہ قائد مقرر کیا گیا، اس ریلی میں تمام سُنّی تنظیموں نے اپنی اعلیٰ قیادتوں کے ساتھ اور عوامِ اہلسنّت کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر نے شرکت کی، شہر کراچی کے تمام مدارس اہلسنّت کے سربراہان، اساتذہ کرام اور طلباء نے اس ریلی میں بھرپور انداز سے شرکت کی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق شہر کراچی میں شمعِ رسالت کے پروانوں اور عشاقانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حقیقی معنوں میں عملی طور پر ملین مارچ کیا۔ یہ پاکستان کی تاریخ کی سب سے بڑی پُرامن ریلی تھی جسے پوری دُنیا میں بطورِ مثال پیش کیا جارہا ہے، اس ریلی کو کیا اپنوں اور حکومت نے اپنے اپنے نام سے کیش کرنے کی ناکام کوششیں کیں، بہرحال ہم اس امر کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ ریلی اہلسنّت و جماعت کے پلیٹ فارم سے نکالی گئی اور تمام سُنّی تنظیموں اور مدارسِ اہلسنّت اور ان کے سربراہان نے بھرپور نمائندگی کی، لاکھوں نفوس پر مشتمل اس پرامن ریلی سے جن علماءِ کرام و اہل فکر ونظر نے خطاب کیا، ان میں مولانا سیّد شاہ تراب الحق قادری، استاذ العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی، صاحبزادہ شاہ انس نورانی، مفتی محمد جان نعیمی، صاحبزادہ ریحان امجد نعمانی، علامہ غلام دستگیر افغانی، مفتی محمد رفیق حسنی، پروفیسر غلام عباس قادری، مفتی عبدالحلیم ہزاروی، عباس قادری، طارق محبوب، مولانا قاضی احمد نورانی، حاجی محمد رفیق پردیسی برکاتی، حاجی حنیف طیب، حاجی حنیف بلو، اکرم قادری، صاحبزادہ غوث صابری کے علاوہ کثیر تعداد میں مقررین نے خطاب کیا، جبکہ آخری صدارتی خطاب مفتی پاکستان فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہم نے کیا۔ اس تاریخی لاکھوں نفوس پر مشتمل ریلی میں عوامِ اہلسنّت اور تمام سُنّی تنظیموں اور ان کے سربراہان کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرکے مفتی منیب الرحمٰن صاحب اور آپ کے رفقاء نے اتحادِ اہلسنّت کا خوبصورت پیغام دے کر یہ بتادیا کہ جو لوگ یہ کہتے تھے کہ اہلسنّت کبھی متحد نہیں ہوسکتے، وہ آج اتحادِ اہلسنّت کا یہ خوبصورت منظر اپنی آنکھوں دیکھ لیں۔ اتحادِ اہلسنّت کے اس عظیم اقدام پر ہم مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہٗ کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں، اُمید کرتے ہیں اگر حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہٗ کوشش فرمائیں تو اِن شاءَ اللہ العزیز وہ وَقت دُور نہیں کہ اہلسنّت و جماعت ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجائیں، ہم دعا گو ہیں کہ ربّ کریم اہلسنّت و جماعت کے اس بکھرے ہوئے شیرازے کو اسی طرح مجتمع فرمائے، اگر یہ شیرازہ اسی طرح بکھرا رہا تو پھر بقول ؎

داستان بھی نہ ہوگی تمہاری داستانوں میں

اس ریلی میں پوری دُنیا میں بسنے والے انسانی حقوق کے علمبرداروں اور مسلم حکمرانوں سے چند مطالبات قراردادوں کی شکل میں پیش کیے گئے، وہ قراردادیں مندرجہ ذیل تھیں:۔

{1} او آئی سی کا ہنگامی سربراہی اجلاس طلب کیا جائے،

صدر مملکت اپنی نَسبی، دینی اور قومی غیرت و حمیت کی ترجمانی کریں

تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور توہین رسالت کے مجرمین کے خلاف مسلمانان پاکستان اور اہلسنّت و جماعت کی لاکھوں نفوس پر مشتمل یہ عظیم الشان احتجاجی ریلی صدر پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنی نسبی، دینی اور قومی غیرت وحمیت کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے او۔آئی۔سی کا ہنگامی سربراہی اجلاس طلب کریں، ہماری رائے میں یہ اجلاس مدینۂ منوّرہ میں مسجدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں منعقد کیا جائے اور تمام مسلم حکمران خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہہ اقدس میں باادب کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام عرض کرکے ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاسبانی اور تحفظ کا عہد کریں، جس طرح 70 کے عشرے کے شروع میں القدس کی آتش زنی کے خلاف لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی تھی، مجوزہ کانفرنس میں توہینِ رسالت کے مجرمین اور ان کو تحفظ دینے والے ممالک کے خلاف ٹھوس سفارتی، سیاسی و اقتصادی تادیبی اقدامات کا اعلان کرے، ہماری رائے میں ناموس رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر براہِ راست حملہ اور اہانت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم القدس الشریف کی آتش زنی سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے، ایسے ممالک کی مصنوعات کا اجتماعی بائیکاٹ کیا جائے اور ان سے سفارتی وتجارتی روابط منقطع کئے جائیں۔ دُنیا بھر کے تقریباً ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے ترجمان اور نمائندہ اِدارے او۔آئی۔سی کی توہینِ رسالت کے سنگین مجرمانہ مسئلے پر خاموشی، بے حسی اور بے عملی نہ صرف قابلِ تشویش بلکہ قابلِ مذمت ہے۔

{2} ڈنمارک ، ناروے اور ان تمام ممالک کی مصنوعات کا فوری بائیکاٹ

جب تک ہمارے حکمران عامۃ المسلمین کی ترجمانی سے غفلت برت رہے ہیں اور قومی جذبات کا ساتھ دینے اور ان کی صحیح ترجمانی کرنے کے بجائے مخالف دھارے پر چل رہے ہیں یا محض بے ضرر مذمتی بیانات پر اکتفا کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سارے مسلمان دینی، قومی اور ملی بے حمیتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے توہینِ رسالت کے اس ظالمانہ وار کو برداشت کرلیں اور عشقِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آئینہ دار کسی توانا، جاندار اور ایمان افروز احتجاجی ردِّ عمل کا مظاہرہ نہ کریں ، مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے حکمرانوں کے اس رویے، پست ہمتی اور بے عملی کی شدید مذمت کریں۔ اہلسنت و جماعت کی لاکھوں نفوس پر مشتمل یہ عظیم الشان احتجاجی ریلی تاجروں، صنعت کاروں، بینکاروں، تمام کاروباری حلقوں، تھوک فروشوں اور تاجران سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ڈنمارک، ناروے اور ان تمام ممالک کی مصنوعات کا فوری بائیکاٹ کا اعلان کریں جو توہین رسالت پر مبنی کارٹونوں کی اشاعت کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور آزادیٔ اظہار کی آڑ میں ان کو تحفظ دے رہے ہیں۔

{3} حق اظہارِ رائے اور حقوق انسانی کے منشور کی تدوین نو کا مطالبہ

اہلسنّت و جماعت کی طرف سے ہزاروں نفوس پر مشتمل یہ عظیم الشان احتجاجی جلوس پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ حقوق انسانی کے منشور (Human Rights Charter) کی تدوین نو کی جائے اور کروڑوں اربوں انسانوں کی مذہبی اقدار کو پامال کرنے، دینی جذبات کو مجروح کرنے اور ذہنی اذیت رسانی کو سنگین جرم قرار دیا جائے اور اس طرح کے جرائم کے مرتکب افراد کو ٹرائل کیلئے ایسی آزاد بین الاقوامی عدالت کے حوالے کیا جائے جس میں مسلمان جج بھی شامل ہوں، یہ جلوس مطالبہ کرتا ہے کہ آزادانہ اظہار رائے کے حق (Freedom of Expression) کی تعریف از سرِ نو متعین کی جائے اور اس حق آزادی کے حوالے سے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کو قابل سزا جرم قرار دیا جائے۔

{4} توہینِ رسالت کے مجرموں کو ذہنی و فکری دہشت گرد قرار دے کر انہیں عبرتناک سزائیں دی جائیں

اہلسنّت و جماعت کا یہ عظیم الشان احتجاجی جلوس بر ملا اعلان کرتا ہے کہ مسلمان، حقوقِ انسانی یا آزادیٔ اظہار کی آڑ میں توہین رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ دہشت گردی کے خلاف مصروف پیکار مغربی دنیا سے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ جسمانی اذیت کی طرح ذہنی اذیت رسانی کو بھی دہشت گردی کی تعریف میں شامل کرکے توہین رسالت کے مجرموں کو ذہنی وفکری دہشت گرد (Intellectual Terrorist) قرار دے کر انہیں عبرتناک سزائیں دی جائیں۔

{5} تشدد کی مذمت اور اعلانِ برأت

تحریکِ تحفظ ناموسِ رسالت ایک مقدس مشن ہے، پاکیزہ تحریک ہے، پرامن اور منظم احتجاج ہے اور ہمارا بنیادی انسانی حق ہے، ہم لاہور اور بعض دیگر مقامات پر جلاؤ، گھیراؤ، توڑ پھوڑ، آتش زنی اور انسانی جانوں کے اتلاف کے ناخوشگوار واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ یہ تخریب کاروں، مفسدین اور ملک دشمن عناصر کی کاروائی ہے، جاںنثارانِ رسالت اور عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسی غیر شرعی، غیر قانونی اور غیر اخلاقی حرکات کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے، ہم ان سے لاتعلقی کا اعلان کرتے ہیں، یہ تمام جانی اور مالی نقصان کسی دشمن یا دشمن ملک کا نہیں بلکہ ہمارا ہے اور اپنے ملک کے اندر سب کی جان، مال اور آبرو کا تحفظ ہماری ذمہ داری ہے۔

یہود و ہنود کی اس مذموم حرکت سے ہر دِل مضطرب اور ہر روح زخمی ہے، اہل ایمان کو ذہنی اور فکری طور پر ناقابلِ برداشت صدمہ پہنچا اور عالمی سطح پر بگڑی ہوئی صورت حال کے پیش نظر حضرت فقیہ ملت مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہم نے چند تحریری تجاویز پیش کیں، جنہیں ملک کے بڑے بڑے اخبارات نے ادارتی صفحات میں شائع کیا، ملاحظہ فرمائیں:۔

تحریک تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اہلسنّت و جماعت کے زیرِ اہتمام عظیم الشان، منظم اور پُر امن ریلی کے تناظر میں چند گذارشات ...... مفتی منیب الرحمٰن

ملت کفر کی جانب سے ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملے اور توہینِ رسالت کے ارتکاب کے انتہائی سنگین اور اندوہناک واقعے کے نتیجے میں عالمگیر سطح پر مسلمانوں میں شدید ترین ذہنی کرب واضطراب پیدا ہوا، جس کے بے ساختہ اور بے قابو اظہار کے مظاہر ہر روز الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں نظر آرہے ہیں اور پاکستان مسلمانوں کی اپنی تمام تر عملی کوتاہیوں کے باوجود ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت جذباتی وابستگی اور جانثاری ایمان کا اوّلین تقاضا بھی ہے اور ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ پاکستان میں مسلمانوں کے بے ساختہ فطری ردِّ عمل کے طور پر احتجاجی جلسوں، جلوسوں اور ریلیوں کا سلسلہ تسلسل سے جاری ہے، اس کی ضرورت بھی ہے بلکہ یہ دینی فریضہ ہے۔

لاکھوں نفوس کے شرکت کے باوجود ان احتجاجی جلوسوں اور ریلیوں میں جہاں تقدس پاکیزگی، امن وامان اور عشق رسالت کے باوقار مظاہر جہاں نظر آئے، وہاں آتش زنی، توڑ پھوڑ اور تخریب کے المناک وشرمناک مناظر بھی دیکھنے کو ملے اور آخر میں اسلام آباد کے احتجاجی پروگرام کو روکنے کیلئے شہری ناکہ بندی کرنے اور شیلنگ کے ناخوشگوار واقعات رونما ہوئے۔

اس پسِ منظر کے تناظر میں ہم صدرِ پاکستان جناب جنرل پرویز مشرف، وزیر اعظم جناب شوکت عزیز، حکومتی اتحاد میں شامل تمام جماعتوں، پارلیمنٹ میں حزبِ اختلاف کی تمام جماعتوں، پارلیمنٹ سے باہر دینی، سیاسی اور سماجی تنظیمات اور قوم کے تمام طبقات سے اپیل کے ساتھ چند دردمندانہ گذارشات پیش کرنا چاہتے ہیں:۔

۱ ...... تحفظِ ناموس رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسئلہ اُمتِ مسلمہ کا مسئلہ ہے، دین وایمان کا مسئلہ ہے، اسے حزبِ اقتدار واختلاف کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے بلکہ جو جہاں اور جس حیثیت میں ہے، اسے مکمل ذمہ داری کے ساتھ اس میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے، حکومت سے باہر جو عناصر ہیں، ان کا کام پر امن، منظم اور مؤثر احتجاج کرنا، اپنی حکومت اور ملت کفر تک اپنی آواز پہنچانا اور اپنی بہترین صلاحیت کے مطابق ایسی مؤثر تجاویز، اقدامات اور حکمت عملی سے حکومت کو آگاہ کرنا ہے، جو اس تحریک تحفظِ ناموسِ رسالت کے مقدس مشن کے حصول میں مُمِدّ ومعاون ہوں۔ اور حکومتِ وقت کا کام اپنے عوام اور اُمتِ مسلمہ کے جذبات و احساسات کی نہ صرف ملی ودینی غیرت وحمیت پر مبنی مکمل ترجمانی کرنا بلکہ سیاسی، سفارتی واقتصادی میدان میں ایسے مؤثر عملی اقدامات کرنا، جن کے نتیجے میں ملت کفر اور اہل مغرب تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے مؤثر عملی اور قانونی اقدامات کرنے پر مجبور ہوجائیں۔ توہینِ رسالت کی پشت پناہی کرنے والے ممالک سے سفارتی واقتصادی روابط کا انقطاع اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ اس کی ایک مؤثر صورت ہے۔ تاہم مغربی مالک کے وہ غیر مسلم شہری جو حکومتِ پاکستان کی باقاعدہ اجازت سے قانونی دستاویزات کے ساتھ ہمارے ملک میں مقیم ہیں، وہ ہمارے معاہد ہیں اور ان کی جان ومال کا تحفظ ہماری ذمہ داری ہے۔

۲ ...... اقوامِ متحدہ، ہیومن رائٹس کمیشن، یورپین یونین، امریکہ اور بین الاقوامی اداروں کو اس بات پر آمادہ کرنا کہ **منشورِ حقوق انسانی** اور آزادیٔ اظہار کی تعریفات اور حدود کا از سرِ نو تعین کریں اور ناموسِ الوہیت ونبوت اور الہامی مذاہب کی اہانت کو بین الاقوامی قانون میں جرم قرار دیں اور ایسے مجرموں کیلئے سزاؤں کا تعین کر کے ان کو بین الاقوامی عدالت کے سپرد کیا جائے۔

۳...... ہر ذی شعور جانتا ہے کہ اُمتِ مسلمہ بوجوہ اس وقت طاقت کی پوزیشن میں نہیں ہے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ باطل سے مرعوب ہو کر دینی، ملی اور قومی غیرت کا سودہ کر لیا جائے اور ذہنی اور فکری غلامی کو ہمیشہ ہمیشہ قبول کر لیا جائے۔

٤...... جس طرح بین الاقوامی طور پر بے قصور لوگوں کی جانیں تلف کرنا، مجبور و معذور بنا دینا، جان و مال کی حرمت کو پامال کرنا، دہشت گردی ہے، بالکل اسی طرح ذہنی، فکری، اعتقادی اور نظریاتی اذیت رسانی کو بھی دہشت گردی بلکہ سب سے سنگین دہشت گردی قرار دیا جائے۔

۵...... ہم سب جانتے ہیں کہ او۔آئی۔سی ایک کمزور اِدارہ ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ کا یہی واحد مشترکہ عالمی فورم ہے لہٰذا اسے متحرک کرنا اور اس میں جان ڈالنا ضروری ہے۔ صدر پاکستان پر لازم ہے کہ وہ تحفظِ ناموسِ رسالت کیلئے اپنا مؤثر کردار ادا کریں اور توہینِ رسالت کے مرتکبین اور ان کی پشت پناہ ممالک کے خلاف مؤثر اقدامات کیلئے او۔آئی۔سی کا ہنگامی سربراہی اجلاس طلب کرنے کیلئے پہل کریں اور اعلانیہ طور پر باقاعدہ طریقے سے نہ صرف اس کا مطالبہ کریں بلکہ مسلم ممالک کا دورہ کر کے انہیں اس پر آمادہ کریں۔

٦...... ہماری رائے میں او۔آئی۔سی کا مجوزہ ہنگامی سربراہی اجلاس مدینہ منورہ میں منعقد کیا جائے اور مسلم ممالک کے تمام حکمران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تحفظِ ناموسِ رسالت کا عہد کریں اور اجتماعی طور پر مؤثر عملی اقدامات کا اعلان کریں۔

۷...... چھپن ممالک کی اجتماعی آواز اور ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی افرادی قوت اور مارکیٹ اتنی بھی بے توقیر اور بے اثر نہیں کہ کوئی اس کی آواز پر بالکل کان نہ دھرے، لہٰذا مسلم امہ اپنا وجود منوانے میں دیر نہ کرے۔

۸...... اُمتِ مسلمہ کو اپنا وقار بلند کرنے اور عالمی برادری میں باعزت مقام حاصل کرنے کیلئے سائنس، ٹیکنالوجی، ہائی ٹیک، تجارت و صنعت اور جدید علوم و فنون میں مہارت حاصل کرنی ہوگی، مصنوعات کو بین الاقوامی معیار پر لانا ہوگا، صنعت کی ترقی، تجارت میں امانت و دیانت، نظامِ حکمرانی میں عدلِ اجتماعی کی ضمانت اور اسلامی شورائی نظام اور قانون کی حکمرانی کے مسلّمہ معیارات کو اپنانا ہوگا۔

۹...... قوم کی امانت واقتدار، امانتِ حقوق اور قومی خزانے کو کرپشن، خورد برد، اقربا پروری کی لعنت سے پاک کر کے عہدوں اور مناصب کی امانت کو اہل لوگوں کے سپرد کرنا ہوگا۔

10...... ہم یہ بھی باور کرانا چاہتے ہیں کہ تحریک تحفظِ ناموسِ رسالت ایک مقدس، پاکیزہ اور باوقار مشن ہے، گھیراؤ، جلاؤ، لوٹ مار، جان و مال اور آبرو کی حرمت کی پامالی کی حرکت نہ صرف یہ کہ فساد، تخریب اور دہشت گردی ہے بلکہ اس اعلیٰ ترین روحانی مقصد کے منافی ہے۔ اس میں جہاں اس تحریک کے قائدین پر بھاری ذِمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے عوام کو شرعی قانونی اور اخلاقی دائرے کے اندر رکھیں، وہاں حکومت کی بھی پوری ذمہ داری ہے کہ تخریبی عناصر کو دراندازی کر کے ملک، قوم اور اس کے اعلیٰ وقار کو تباہ کرنے کا موقع نہ دیں۔ لاہور اور پشاور کے واقعات ہم سب کیلئے باعثِ عار اور عالمی سطح پر رُسوائی کا باعث ہیں۔

۱۱ ...... علماء پر مقدمات دائر کرنے اور ان کو مورِدِ الزام ٹھہرانے کے بجائے قانون نافذ کرنے والے اِداروں اور حکومت کا فرض ہے کہ اصل تخریبی عناصر کا کھوج لگا کر انہیں قرار واقعی عبرتناک سزا دیں۔ ہم حزبِ اختلاف سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ ان مقدس اجتماعات کے خطابات کو عظمتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موضوع تک ہی محدود رکھا جائے اور یہ تاثر نہیں پیدا ہونا چاہیے کہ تحفظِ ناموسِ رسالت کی مقدس تحریک میں سیاسی مقاصد کی آمیزش بھی ہے۔

۱۲ ...... ہماری معلومات کے مطابق لاہور میں بعض ممتاز علماء کے خلاف مقدمات دائر کئے جا رہے ہیں اور ان کے دستیاب نہ ہونے کی صورت میں ان کے قریبی رِشتہ داروں کو گرفتار اور ہراساں کیا جا رہا ہے۔ یہ طرزِ عمل حکومت پر اعتماد کو مجروح کرے گا اور اس کے وقار میں کمی آئے گی۔

۱۳ ...... ہم تمام مسلمانوں پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہماری پر امن احتجاجی تحریک توہین رسالت کو ارتکاب کرنے والوں اور ان کے پشت پناہ مغربی ممالک کے حکمرانوں کے خلاف ہے، پاکستان کی اقلیتی برادری کے لوگوں کے خلاف نہیں ہے۔ اقلیتوں کی جان، مال اور آبرو اور عبادت گاہوں کا تحفظ، ہماری آئینی اور قانونی ذِمہ داری ہے اور چرچ یا کسی عبادت گاہ پر حملہ ہماری تحریک کیلئے نقصان دہ ہے، اس سے مکمل طور پر اجتناب کیا جائے۔

ہماری رائے میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ حکومت سرکردہ علماء کو بلا کر باہمی مذاکرات کے ذریعے اس مسئلے کا حل تلاش کرے اور پر امن احتجاج کرنے والوں اور شر پسند عناصر میں فرق کرے اور جان و مال کے نقصانات کی تلافی کرے۔ ہم اپنی بساط کے مطابق صورتحال کی اِصلاح کیلئے دین و ملک کے بہترین مفاد میں ہر تعاون کیلئے تیار ہیں، یہ حکومت کے بھی بہترین مفاد میں ہے کہ جلد از جلد حالات معمول پر لائیں تا کہ خوف و ہراس کی فضا ختم ہو۔ عوام شب و روز درس و تدریس، وعظ و تقریر اور تزکیہ اور تربیت میں مشغول علماء کو فسادی و تخریب کار قرار دینے پر ہرگز اعتماد نہیں کریں گے۔ ہم نے اہلسنّت کے زیرِ اہتمام 13 فروری کو روالپنڈی اور 16 فروری کو کراچی میں لاکھوں نفوس کی روح پرور فضا میں منظم و پر امن احتجاجی ریلیاں منعقد کر کے ثابت کیا ہے کہ اپنی آواز کو اس طرح بھی دوسرے فریق تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ دلیل و استدلال، متانت و وقار اور امن و آشتی کو فروغ دینے والوں کو اہمیت دے اور ملک و ملت کے مفاد میں تعاونوا علی البر کے قرآنی حکم پر عمل کرے۔ ہم بنیادی طور پر اکیڈمک لوگ ہیں، روایتی حزبِ اقتدار و اختلاف سے ہمارا تعلق نہیں ہے، ہم صرف احتساب، تعمیری تنقید اور اصلاح کے خواہاں ہیں۔

کچھ کراچی کی تحفظ ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احتجاجی ریلی کے بارے میں

اہلسنّت و جماعت کے زیرِ اہتمام جمعرات 16 فروری کو تحفظ ناموس مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احتجاجی ریلی کا انعقاد کیا گیا۔ اس ریلی میں اہلسنّت و جماعت کے تمام دینی مدارس و جامعات، رفاہی، سیاسی و مذہبی جماعتوں و تنظیمات، ائمہ و خطباء، علماء و مشائخ، سب کا تعاون و اشتراک تھا۔ ابتداء میں اس کی دعوت و تحریک چار افراد کی جانب سے تھی یعنی راقم الحروف مفتی منیب الرحمٰن، مولانا سیّد شاہ تراب الحق قادری، مفتی محمد جان نعیمی اور صاحبزادہ محمد ریحان امجد نعمانی۔ اس میں اہلسنّت و جماعت کے ہر طبقے، تنظیم، ادارے اور افراد نے اپنے اپنے انفرادی تشخص، نام، عنوان اور شناخت کو بہت بڑے ایثار سے کام لے کر اہلسنّت و جماعت کے مشترکہ پلیٹ فارم میں ضم کر دیا تھا اور یوں قطرہ قطرہ مل کر سمندر بن گیا، یہ کراچی کی تاریخ میں لاکھوں نفوس کا ایک منفرد، منظم، مثالی، روح پرور، ایمان افروز پرامن مظاہرہ تھا، اسے اگر ملین مارچ کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ اس کا مقصد ناموس مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تحفظ کیلئے اپنے عزم وثبات اور ایمان وایقان کا اظہار کرنا تھا اور اپنی حکومت اور اہل مغرب کو ایک توانا اور پر عزم پیغام دینا تھا کہ اہلسنّت و جماعت اور اُمتِ مسلمہ ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ہر قربانی دینے کیلئے تیار ہیں، اس میں کسی کی شخصی قیادت کا پروجیکشن ہرگز مقصود نہیں تھا اور نہ ہی اس کا کوئی سیاسی ایجنڈا تھا، فقط تحفظ ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک نکاتی ایجنڈا تھا۔ اس سے ایک بار پھر یہ حقیقت سامنے آئی کہ کراچی اہلسنّت و جماعت اور شمع رسالت کے پروانوں کا شہر ہے۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر اس عظیم الشان پرامن اور منظم احتجاجی ریلی کو مثالی قرار دیا گیا اور حقیقت واقع بھی یہی ہے۔ اس ریلی کے انعقاد کے حوالے سے ہم الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا یعنی ابلاغ عامہ کے تمام افراد اور اِداروں کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے بھی اپنی پیشہ وارانہ ذِمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے اس سعادت کے حصول میں اپنا حصہ ڈالا، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو ماجور فرمائے۔ اس عظیم الشان احتجاجی ریلی کو پرامن طور پر منعقد کرنے میں قانون نافذ کرنے والے اداروں اور صوبائی حکومت کے ذمہ داران نے بھی ہر ممکن تعاون کیا اور ہم نے بھی ان کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھا تا کہ شرپسند، فسادی اور تخریبی عناصر اسے سبوتاژ نہ کرسکیں اور یہی اس کی تقدیس کا تقاضا بھی تھا۔ لاہور اور پشاور کی آتش زنی، جلاؤ گھیراؤ اور توڑ پھوڑ کے تناظر میں اس احتجاجی ریلی کے پرامن انعقاد کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ہمیں اعتراف ہے کہ اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم کا صدقہ ہے اور بارگاہِ الوہیت ونبوت میں مقبولیت کی دلیل ہے، دراصل باری تعالیٰ پر توکل اور اس کے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسُّل ہی ہمارا شعار ہے۔ بعض مؤقر اخبارات نے اظہارِ تحسین کیلئے اس پر اداریے بھی لکھے اور بعض فاضل اہلِ قلم نے کالم بھی لکھے، ہم ان سب کے بھی شکر گزار ہیں، لیکن ایک عاجزانہ گلہ یہ ہے کہ ریلی کے شرکاء کی تعداد کے تذکرے میں انصاف نہیں برتا گیا اور ریلی کے منتظمین وداعیان کے ذکر صریح سے نہ صرف گریز کیا گیا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کیلئے چند کلماتِ خیر کہنے میں ذرا بخل سے کام لیا گیا، نیز اس امر کی تصریح بھی لازمی تھی کہ اس ریلی کا انعقاد اہلسنّت و جماعت نے کیا تھا۔

محمد نصیر اللہ نقشبندی

ناظم دار العلوم نعیمیہ بلاک ۱۵ فیڈرل بی ایریا، کراچی

خطیب جامع مسجد القمر، شاہ فیصل کالونی نمبر ۵، کراچی

گستاخِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انجام

اللہ تعالیٰ اوراس کے حبیبِ لبیب جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کرنے والوں اور ایذاء پہنچانے والوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر وعیدات نازِل فرمائیں اور انہیں دردناک عذاب سے ڈرایا۔ چند آیاتِ قرآنی ملاحظہ فرمائیں:۔

ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعدلھم عذابا مھینا (احزاب:۵۷)

بے شک جولوگ اذیت دیتے ہیں اللہ اوراس کے رسول کواللہ نے ان پرلعنت فرمائی

اورآخرت میں ان کیلئے خواری کاعذاب ہے۔

و منھم الذین یوذون النبی و یقولون ھو اذن ط قل اذن خیر لکم یومن با للہ و یومن للمؤمنین و رحمۃٌ اللذین اٰمنوا منکم ط والذین یوذون رسول اللہ لھم عذاب الیم (التوبہ:۶۱)

اوران میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو نبی کوایذا پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو (کان کے کچے) ہیں آپ فرمادیجئے کہ

وہ ہرایک کی بات نہیں سنتے ہیں، تمہاری بھلائی کیلئے ہرایک کی بات سنتے ہیں اوروہ اللہ پرایمان رکھتے ہیں

اورمومنین کی باتوں کی تصدیق کرتے ہیں اورتم میں سے ایمان والوں کیلئے رحمت ہیں

اورجولوگ رسول اللہ کوایذاء پہنچاتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

علامہ ابوعبداللہ قرطبی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں، منافقین نے یہ کلمات کفریہ سنجیدگی سے کہے ہوں یا مذاق سے یا جیسے بھی انہوں نے کلمات کہے ہوں یہ کفر ہے، کیونکہ اس میں ائمہ کا اختلاف نہیں ہے، مذاق سے کلمہ کفریہ کہنا بھی کفر ہے۔

(احکام القرآن، ج۸ص۱۲۲)

نیز اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں کوئی ایسا کلمہ کہنا جوعرف عام میں توہین کیلئے متعین ہو وہ کفر ہے اور اس کا مرتکب واجب القتل ہے، خواہ اس نے توہین کی نیت کی ہو یا نہیں، کیونکہ منافقین نے کہا تھا کہ ہم نے توہین کی نیت سے ایسا نہیں کیا بلکہ مذاق سے کہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اب بہانے نہ بناؤ تم ایمان کا اظہار کرنے کے بعد کفر کر چکے ہو۔

علامہ قرطبی کے مطابق وہ تین افراد تھے ان میں سے دو نے مذاق اُڑایا۔

قل ابا اللّٰہ و ایاتہ و رسولہ کنتم تستھزء ون ہ لا تعتذروا قد کفرتم بعد اِیمانکم الخ (التوبہ:۶۵-۶۶)

آپ کہہ دیجئے کیا تم اللہ کا اور اس کی آیتوں کا اور اس کے رسولوں کا مذاق اڑاتے تھے،

اب عذر نہ پیش کرو بے شک تم اپنے ایمان کا اظہار کرنے کے بعد کفر کر چکے ہو۔

یا ایھا الذین اٰمنو لا یسخر قوم من قومٍ عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم ولا نسآء

من نسآءٍ عسیٰ ان یکن خیرا منھن ج ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب ط

بئس الاسم الفسوسق بعد الایمان ط و من لم یتب فاولئك ھم الظالمون (الحجرات:۱۱)

اے ایمان والو! مردوں کا کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے بعید نہیں کہ (وہ ان مذاق اڑانے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں، عورتوں کا مذاق اڑائیں عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں آپ میں طعنہ زنی نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو کیا ہی برا نام ہے ایمان کے بعد فاسق کہلانا اور جو لوگ توبہ نہ کریں وہی ظلم کرنے والے ہیں۔

وما کان لکم ان توذوا رسول اللّٰہ و لا ان تنکحوا ازواجہ من م بعدہٖ ابدا ط

ان ذلکم کان عند اللّٰہ عظیما (الاحزاب:۵۳)

اور تمہیں لائق نہیں کہ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو

بے شک تمہاری یہ بات اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔

انّ الذین یحادون اللّٰہ و رسولہ اولئك فی الاذلین (المجادلہ:۲۰)

یقیناً جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے عداوت رکھتے ہیں وہ ذلیل ترین لوگوں میں سے ہیں۔

فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منھم کل بنان ہ ذلك بانھم شاقوا اللّٰہ و رسولہ ج

و من یشاققِ اللّٰہ و رسولہ فان اللّٰہ شدید العقاب (الانفال:۱۲-۱۳)

کافروں کی گردنوں کے اوپر مارو اور کافروں کے ہر جوڑ پر ضرب لگاؤ، یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

و من یشاقق الرسول من م بعد ما تبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین

نولہٖ ما تولی و نصلہٖ جھنّم و سآءَ ت مصیرا (النساء:۱۱۵)

اور جو شخص ہدایت کے ظاہر ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور (تمام) مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے

تو اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے اور وہ کیسا برا ٹھکانہ ہے۔

ذٰلك بانھم شاقوا اللّٰہ و رسولہ و من یشاق اللّٰہ فان اللّٰہ شدید العقاب (سورۃ الحشر:۴)

یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی

اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کا ادب قرآن حکیم میں خود سکھاتا ہے

یا ایها الذین اٰمنوا لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا واسمعوا و لِلکفرین عذاب الیم (البقرہ:۱۰۴)

اے ایمان والو! (اپنے رسول سے) راعنا نہ کہواور انظرنا کہو
اورابتداءً (غور سے) سنا کرواور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

بعض یہودیوں نے ایک شرارت ایجاد کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں آ کر لفظ **راعنا** سے آپ کو مخاطب کرتے ہیں جس کے معنیٰ ان کی عبرانی زبان میں ایک بددعا کے ہیں اور وہ اسی نیت سے کہتے تھے مگر عربی زبان میں اس کے معنی ہماری رعایت فرمایئے کے ہیں۔ اس لئے عربی دان ان کے اس فریب کو نہ سمجھ سکے اور اچھے معنیٰ کے قصد سے بعض مسلمان بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کلمہ سے خطاب کرنے لگے۔ اس سے ان شریروں کو اور گنجائش ملی، آپس میں بیٹھ کر ہنستے اور مذاق اُڑاتے کہ اب تک تو ہم ان کو خفیہ ہی برا کہتے تھے اب اعلانیہ کہنے کی تدبیر ایسی ہاتھ آ گئی کہ مسلمان بھی اس میں شریک ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ گوارہ نہ ہوا کہ کوئی اس طرح محبوب مکرم کی شان میں گستاخی کا پہلو نکال سکے۔ حق تعالیٰ نے اس گنجائش کے قطع کرنے کا مسلمانوں کو حکم دیا کہ اس لفظ **راعنا** کا استعمال چھوڑ کر لفظ **انظرنا** (یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم پر نظرِ کرم فرمائیں) استعمال کرو تا کہ یہود کی شرارت اور گستاخانہ عزائم کامیاب نہ ہوسکیں۔

علامہ شوکانی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: قال المؤمنون بعد هذه الاية من سمعتموه يقولها فاضربوا عنقه فانتهت اليهود بعد ذالك (فتح القدیر، ج۱ص۱۲۵)

اس آیت کے نزول کے بعد مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہوگیا کہ اگر کوئی شخص ایسا لفظ استعمال کرے جس میں توہینِ رسالت کا احتمال ہو تو اس کی گردن اُڑادی جائے، یہ دھمکی سن کر یہودی ایسے الفاظ استعمال کرنے سے باز آ گئے۔

نوٹ...... آج بھی اگر اُمتِ مسلمہ متفقہ طور پر کوئی مضبوط لائحہ عمل اور قانون بنائیں تو بعید نہیں کہ کسی کا فرو ملعون کو شانِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گستاخی کرنے کی جرأت ہو۔

اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ یہودی لفظ راعنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بطورِ طعن وتشنیع استعمال کرتے ہیں تو آپ نے یہودیوں سے کہا، علیکم لعنۃ اللہ لوسمعتھا من رجل منکم یقولھا للنبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لا ضربن عنقہ' (تفسیر قرطبی، ج۲ص۵۷)

اے یہودیو! تم پرلعنت ہواللہ کی آئندہ اگر میں نے تم میں سے کسی کو لفظ راعنا کہتے ہوئے سنا تو اس کی گردن اُڑا دوں گا۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اَصوالکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض عدوا اَن تحبط اَعمالکم و اَنتم لا تشعرون (الحجرات:۲)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور ان کے حضور چیخ کر بات نہ کرو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ مؤمنین کو اپنے پیارے حبیبِ لبیب حضرت محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل میں بیٹھنے کے آداب سکھا رہا ہے، پس معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں چلا کر بات کرنا اور اپنی آواز کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کرنا بھی توہین اور تنقیص میں شامل ہے، معلوم ہوا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پوری انسانیت کیلئے واجب الاحترام ہے اور اس دربارِ عالی میں ادب و احترام اور گفتگو کے آداب بھی ربّ کائنات کی ذات اہل ایمان کو سکھا رہی ہے اور یہ بتایا جا رہا ہے۔

سورۃ الحجرات کا موضوع ہی اہل ایمان کو دربارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آداب کی تعلیم دینا ہے، سب سے پہلے مسلمانوں کو واضح طور پر یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے تقدم اور پیش قدمی نہ کرو، کس چیز میں پیش قدمی کو منع فرمایا ہے قرآن کریم نے اس کو ذکر نہیں کیا جس میں اشارہ عموم کی طرف ہے کہ کسی قول یا فعل میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیش قدمی نہ کرو بلکہ انتظار کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا جواب دیتے ہیں، ہاں آپ ہی کسی کو جواب کیلئے مامور فرما دیں تو وہ جواب دے سکتا ہے، اسی طرح اگر آپ چل رہے ہیں تو کوئی آپ سے آگے نہ بڑھے، کھانے کی مجلس ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے کھانا شروع نہ کرے مگر یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصریح یا قرائن سے یہ ثابت ہو جائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ہی کسی کو آگے بھیجنا چاہتے ہیں جیسے سفر اور جنگ میں کچھ لوگوں کو آگے چلنے پر مامور کیا جاتا تھا۔

اس آیت کے نزول کے بعد صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی کیفیت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز سے زِیادہ آواز بلند کرنا یا بلند آواز سے اس طرح گفتگو کرنا جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بات چیت کیا کرتے ہیں ایک قسم کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ چنانچہ اس آیت کے نزول سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہ حال ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ کی قسم ہے کہ اب مرتے دم تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس طرح بولوں گا جیسے کوئی کسی سے سرگوشی کرتا ہو۔ (درمنثور از علامہ سیوطی، ج ۷ ص ۵۴۸) اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر آہستہ بولنے لگے کہ بعض اوقات دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ طبعی طور پر بہت بلند آواز تھے، یہ آیت سن کر وہ بہت ڈرے اور روئے اور اپنی آواز کو گھٹایا۔

(درمنثور، ج ۷ ص ۵۴۹)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: والقاعدة المختارة ان ایذائه علیه الصلوٰة والسّلام یبلغ مبلغ الکفر المحبط للعمل باتفاق و رد النهی عما هو مظنة لا ذی النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم سواء و جد هذا المعنی اولا حمایة للذریعة حسما للمادة (روح المعانی، ج ۲۶ ص ۱۳۶)

یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی قول یا فعل کے ذریعے تکلیف پہنچانا کفر ہے جس سے انسان کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ایسے اعمال سے بھی منع فرمایا گیا ہے جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت پہنچنے کا احتمال ہو۔

گستاخِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انجام احادیث مبارکہ کی روشنی میں

عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما ان اعمی کانت له ام ولد تشتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و تقع فیه فینها ها فلا تنتهی و یز جزها فلا تنزجر فلما کان ذات لیلته جعلت تقع فی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و تشتمه فاخذ مغول فوضعه فی بطنها واتکا علیها فقتلها فلما اصبح ذکر ذالك للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فجمع الناس فقال انشد رجلا فعل ما فعل لی علیه حق الاقام فقام الاعمی یتخطی الناس وهو یتدلدل حتی قصد بین یدی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقال یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم انا صاحبها کانت تشتمك و تقع فیك فانها ها فی تنتهی و ازجرها فلا تنزجرولی منها ابنان مثل اللولو وکانت بی رفیقته فلما کان البارحة جعلت تشتمك و تقع فیك فاخذت المعول فوضعته فی بطنها واتکات علیها حتی قتلها فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اشهد ان دهما هدر (سنن ابی داوٗد، ج ۲ ص ۲۵۲، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ دہلی، سنن نسائی، ج ۲ ص ۱۷۰، کتاب المحاربہ باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، سنن ابوداوٗد رقم الحدیث: ۴۳۶۱، سنن نسائی رقم الحدیث: ۴۰۸۱، المطالب العالیہ رقم الحدیث ۱۹۸۵، تبیان القرآن، ج ۵ ص ۸۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابیٔ رسول کی باندی ام ولد تھی، وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہتی تھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم کرتی تھی، وہ نابینا صحابی اس کو منع کرتے رہتے تھے اور وہ باز نہیں آتی تھی۔ ایک رات جب وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم کر رہی تھی انہوں نے ایک مغول (گیتی یا بھاودو، پیکان والی لاٹھی) لے کر اس کو اس کے پیٹ پر رکھ کر دبا دیا حتیٰ کہ اس کو قتل کر دیا اور اس کی ٹانگوں میں ایک بچہ آ کر اس کے خون میں لتھڑ گیا، صبح کو لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذِکر کیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب لوگوں کو جمع کر کے فرمایا، جس شخص نے بھی یہ کام کیا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے، وہ نابینا لوگوں کو پھلانگتا ہوا آیا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں اس باندی کا مالک ہوں، وہ آپ کو سب وشتم کرتی تھی اور برا کہتی تھی، میں اس کو منع کرتا تھا لیکن وہ باز نہیں آتی تھی اور اس سے موتیوں کی مانند میرے دو بچے بھی ہوئے اور وہ میری رفیقہ حیات تھی، گزشتہ رات وہ پھر آپ کو سب وشتم کر رہی تھی اور برا کہہ رہی تھی، میں نے اس کے پیٹ پر گیتی رکھ کر اس کو دبایا حتیٰ کہ اس کو قتل کر دیا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، سنو! گواہ ہو جاؤ کہ اس کا خون رائیگاں ہے (یعنی اس کا کوئی قصاص یا تاوان نہیں ہوگا)۔

اس حدیثِ پاک میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنے اور آپ کی گستاخی کرنے والے کا حکم بالکل واضح ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس گستاخ کے خون کو 'ھدر' قرار دے کر اس پر مہر ثبت کر دی کہ گستاخِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مباح الدم ہوتا ہے۔

اس حدیث کی شرح میں شیخ خلیل احمد سہارنپور لکھتے ہیں:

قال الشوکانی و حدیث ابن عباس و حدیث الشعبی دلیل علی انه یقتل من شتم النبی ﷺ

شوکانی فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عباس اور حدیث شعبی اس بات پر دلیل ہے کہ شاتم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کیا جائے گا۔

صاحب عون المعبود لکھتے ہیں: و فیه دلیل علی ان الذمی اذا لم یکف لسانه عن الله و رسوله فلا ذمته له فیحل قتله قاله السدی (عون المعبود شرح ابی داؤد، ج۴ص۲۲۶) اس میں دلیل ہے کہ ذمی اگر اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین سے باز نہ آئے تو اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور اس کا قتل جائز ہو جاتا ہے۔

شیخ محمد ذکریا سہارنپوری لکھتے ہیں: و قد نقل ابن المنذر الاتفاق علی ان من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم صریحا وجب قتله (بذل المجہود فی حل ابی داؤد، ج۱۷ص۳۰۰) ابن المنذر نے نقل کیا ہے کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صریحاً گالی دے اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

حدیث نمبر۲...... عن علی ان یھودیة کانت تشتم صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و تقع فیه فخنقها رجل حتی ماتت فابطل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم دمها رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ شریف، ج۲ص۱۶۵ باب قتل اہل الردۃ والسعادۃ بالفساد ابوداؤد، ج۲ص۲۵۲ مطبوعہ دہلی، السنن الکبریٰ، ج۹ص۲۰۰) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی، ایک آدمی نے اس کا گلہ گھونٹ کر اسے قتل کر دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے خون کو باطل قرار دیا (اس کے ورثاء کو قصاص یا دیت کا حق دار قرار نہ دیا)۔

حدیث نمبر۳...... عن حسین ابن علی عن ابیه ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال من سب نبیا فاقتلوہ و من سب اصحابه فاضربوہ (الشفا، ج۲ص۱۲۲، فتاویٰ خیریہ، ج۱ص۱۰۳) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی نبی کو گالی دے اسے قتل کر دو اور جو میرے کسی صحابی کو گالی دے اسے (کوڑے) مارو۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خود گستاخ رسول کو قتل کرنے کا حکم

حدیث نمبر۴...... قال عمر وسمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من لکعب بن الاشرف فانہ قد آذی اللّٰہ و رسولہ فقام محمد بن مسلمہ الخ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۲۷۶۸، صحیح بخاری، ج۲ص۵۲۶)

حضرت عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون کھڑا ہوگا کعب بن الاشرف کیلیے، کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیفیں پہنچائی ہیں تو محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور پھر اپنے ساتھ جا کر اسے قتل کر دیا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ اس کو قتل کر دیا گیا ہے۔

کعب بن اشرف یہ وہ بدبخت گستاخِ رسول تھا کہ جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود قتل کا حکم جاری فرمایا اور اعلانِ عام فرمایا کہ کون خوش قسمت شخص ہے جو اس گستاخِ رسول کو قتل کر کے اس کا نشان مٹائے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گستاخِ رسول واجب القتل ہے۔

حدیث نمبر۵...... محدث عبدالرزاق نے اپنی عظیم المرتبت کتاب مصنف عبدالرزاق میں مندرجہ ذیل احادیث لکھی ہیں:

عن عکرمۃ مولی ابن عباس ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب رجل فقال من یکفینی عدوی فقال زبیر انا فبارزہ فقتلہ الزبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اس دشمن کی خبر کون لے گا تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔ پس حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور اسے قتل کر دیا۔

حدیث نمبر۶...... ان امراۃ کانت تسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال من یکفینی عدوی فخرج الیھا خالد بن ولید فقتلھا ایک عورت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اس دشمن کو کون کیفرِ کردار تک پہنچائے گا پس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے اور اسے قتل کر دیا۔

حدیث نمبر ۷...... وروی ان رجلا کذب علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فبعث علیا والزبیر لیقتلا مروی ہے کہ ایک دریدہ دہن آدمی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا تا کہ وہ اسے قتل کردیں۔

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ نگاہِ نبوت میں شاتم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سزا قتل کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (المصنف عبدالرزاق، ج۵ص ۳۰۷)

فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے: فی الصحیح البخاری عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل مکہ یوم الفتح و علی رأسہ المغفر فلما نزعہ جاء رجل فقال ابن خطل متعلق باستار الکعبۃ فقال اقتلہ (رواہ البخاری فتح الباری، ج۸ص۱۲، البدایۃ والنہایۃ، ج۳ص۲۹۲) صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سر مبارک پر خود پہنا ہوا تھا، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اتارا تو ایک آدمی اس وقت حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ابن خطل کعبۃ اللہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسے قتل کردو۔

سنن ابوداؤد میں ان دو عورتوں کے بارے میں اس طرح لکھا ہے کہ وانہ کان یقول الشعر یھجوبہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ویا مر جاریۃ ان تغنیا بہ فھذا لہ ثلاث جرائم مبیحۃ للدم، قتل النفس والردۃ والھجاء یہ ابن خطل اشعار کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا اور اپنی باندی کو وہ اشعار گانے کیلئے کہا کرتا تھا اور وہ بدبخت عورتیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین میں ترنم سے وہ اشعار گاتی تھیں۔ اس کے کل تین جرم ہیں جن کی وجہ سے یہ مباح الدم قرار پایا، ایک قتل، دوسرا ارتداد اور تیسرا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی۔ امر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بقتل القینتین (ان لونڈیوں کا نام قریبہ اور قرتنا تھا اور یہ ابن خطل کی باندیاں تھیں۔)

اس طرح ابن خطل کی مذکورہ ہجو گانے والی دونوں باندیوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر قتل کرنے کا حکم دیا تھا جن کا نام قریبہ اور قرتنا تھا۔ ان دونوں کے قتل کرنے کا حکم بھی اسلئے دیا گیا کہ یہ دونوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بدگوئی کے اشعار گایا کرتی تھیں۔ جب ابن خطل گستاخِ رسول نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ اشعار لکھتا تو عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے گستاخانہ اشعار کا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں مستغرق ہو کر اشعار کی صورت میں جواب دیا کرتا تھے۔

سنن نسائی میں اس کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی:

ابن خطل کا پورا نام عبداللہ بن خطل تھا۔ یہ ایسا بد بخت شخص تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ اشعار کہتا تھا اور دو مذکورہ عورتیں ان بے ہودہ اشعار کو گاتی تھیں۔ ان کی یہ حرکت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سخت ناگوار گزرتی تھی۔ جبکہ سنن نسائی کی حدیث میں ہے جس کو حضرت مصعب بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، جب مکہ فتح ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو معاف فرمایا یعنی معافی کا عام اعلان کیا، لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چار مردوں اور دو عورتوں کے علاوہ سب کو معافی ہے۔ ان (چار مردوں اور دو عورتوں) کو قتل کرو چاہے کہ تمہیں کعبے کے پردوں کے ساتھ لپٹے ہوئے ملیں۔ ان چار مردوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) عکرمہ بن ابی جہل، یہ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔

(۲) عبداللہ بن خطل (یہ وہ گستاخِ رسول تھا جس کو حضرت سعید بن حریث نے کعبے کے پردوں کے پیچھے سے نکال کر قتل کیا تھا۔)

(۳) مقیس بن صبابہ (اس گستاخِ رسول کو صحابہ نے بھرے بازار میں قتل کیا۔)

(٤) عبداللہ بن سعید بن ابی سرح نے (حضرت عثمان کے گھر میں امان لی اور بعد میں مسلمان ہو گئے۔)

(سنن نسائی رقم الحدیث: ٤٠٧٨، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا گستاخ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کرنا

گستاخ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف سب سے پہلا جہاد

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا

مسندِ **خلافت** پر متمکن ہوتے ہی امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس فتنۂ ارتداد سے نبرد آزما ہونا پڑا وہ مسلمہ کذاب کافر ملعون کی صورت میں تھا۔ مسلمہ کذاب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے کچھ پیروکار بھی تیار کیئے بلکہ اپنے مرتدین کی پوری فوج تیار کی ہوئی تھی۔ جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس گستاخِ رسول اور اس کے پیروکاروں اور اس کی طاقت کا پتا چلا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت وسیادت میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ایک عظیم الشان لشکر تیار کیا اور حکم فرمایا کہ اس مرتد اور اس کے پیروکاروں کے خلاف جہاد کرو۔ اہلِ سیر نے اس جہاد کا نام جنگِ یمامہ رکھا اور فرمایا اس وقت تک واپس نہ آنا جب تک مسلمہ کذاب اور اسکے پیروکاروں کو واصلِ جہنم نہ کردو۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے صحابہ کرام کے لشکر کے ساتھ مسلمہ کذاب سے جہاد کرنے کیلئے روانہ ہوئے اور اس سے جنگ کی، یہاں تک کہ یہ جنگ اتنی شدت اختیار کرگئی کہ اس گستاخِ رسول اور اس کے پیروکاروں سے لڑتے لڑتے تقریباً بارہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جامِ شہادت نوش کیا اور ان شہید صحابۂ کرام میں تین سو ستر صحابہ کرام ایسے تھے جو قرآن کے حفاظ تھے۔ آخر کار حضرتِ وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمہ کذاب کو قتل کر کے گستاخانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فتنہ کو ختم کردیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایمان کا یہ عالم تھا کہ صحابہ کرام کیلئے گستاخِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زندہ دیکھنا ناقابلِ برداشت ہوتا یہی وجہ ہے کہ جس صحابیٔ رسول کو جب بھی معلوم ہوتا کہ فلاں شخص گستاخِ رسول ہے یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں سب وشتم کرتا ہے تو اس کو قتل کرنے کیلئے جھپٹ پڑتے۔ (ائمہ تلبیس، ج ا ص ۸۷۔۸۸ میں جن بارہ سو شہید صحابہ کرام کا ذکر ہے ان میں اکثر کے نام اور تعارف بھی لکھے ہیں جبکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ستر شہداء صحابہ کا ذکر کیا ہے۔)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے والے منافق کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں قتل

اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مکلفین کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کریں اور ان آیتوں میں یہ بتایا ہے کہ منافقین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتے اور آپ کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوتے اور اپنے مقدمات طاغوت کے پاس لے جاتے ہیں۔امام ابن جریر نے لکھا ہے کہ اس آیت میں طاغوت سے مراد کعب بن اشرف ہے، یہ ایک یہودی عالم تھا۔

ایک منافق اور ایک یہودی کا جھگڑا ہوگیا۔یہودی نے کہا میرے اور تمہارے درمیان ابوالقاسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فیصلہ کریں گے اور منافق نے کہا میرے اور تمہارے درمیان کعب بن اشرف فیصلہ کرے گا، کیونکہ کعب بن اشرف بہت رشوت خور تھا اور اس مقدمہ میں یہودی حق پر تھا اور منافق باطل پر تھا، اس وجہ سے یہودی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس یہ مقدمہ لے جانا چاہتا تھا (اس لئے کہ اس یہودی کو بھی یہ معلوم تھا کہ مجھے اسی در سے انصاف مل سکتا ہے) اور منافق کعب بن اشرف کے پاس یہ مقدمہ لے جانا چاہتا تھا۔ جب یہودی نے اپنی بات پر اِصرار کیا تو وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں اور منافق کے خلاف فیصلہ دیا، منافق اس فیصلہ سے راضی نہیں ہوا اور کہا میرے اور تمہارے درمیان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیصلہ کریں گے۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے، یہودی نے بتادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے حق میں اور اس منافق کے خلاف فیصلہ کرچکے ہیں لیکن یہ مانتا نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منافق سے پوچھا کیا ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا ہاں! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ٹھہرو انتظار کرو میں ابھی آتا ہوں، گھر گئے تلوار لے آئے اور اس منافق کا سر قلم کردیا (اور للکار کر اس مظہر جلال مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو میرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیصلہ نہیں مانتا عمر کا اس کیلئے یہی فیصلہ ہے کہ اس کا نام دنیا سے مٹادیا جائے) پھر اس منافق کے گھر والوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوری تفصیل معلوم کی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس نے آپ کے فیصلہ کو مسترد کردیا، اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا عمر فاروق ہیں انہوں نے حق اور باطل کے درمیان فرق کردیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، تم فاروق ہو۔اس قول کی بناء پر طاغوت سے مراد کعب بن اشرف یہودی ہے۔ (تفسیر کبیر، ج ۳ ص ۲۴۹۔۲۴۸، الجامع الاحکام القرآن، ج ۵ ص ۲۶۵۔۲۶۴) ...... (الدر المنثور، ج ۲ ص ۱۷۹، روح المعانی، ج ۵ ص ۶۷، تبیان القرآن، ج ۲ ص ۷۱۳)

☆ وعن مجاهد قال اتی عمر برجل یسب رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقتلہ ثم قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من سب اللّٰہ او سب احدا من الانبیاء فاقتلوہ (الصارم المسلول، ج۴ص۴۱۹)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطورِ سزا اسے قتل کیا اور پھر فرمایا جو اللہ تعالیٰ کو یا انبیاء میں سے کسی کو برا کہے اسے قتل کردو۔

☆ **حضرت** عمیر بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بہن مشرکہ تھیں، جب وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاتے تو وہ آپ کو سب وشتم کرتی اور آپ کو برا کہتی۔ انہوں نے ایک دن اس کو تلوار سے قتل کردیا، اس کے بیٹے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہم کو معلوم ہے اس کو کس نے قتل کیا ہے۔ کیا امن دینے کے باوجود اس کو قتل کیا گیا ہے اور ان لوگوں کے ماں باپ مشرک تھے۔ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خوف ہوا کہ یہ لوگ کسی اور بے قصور کو قتل کردینگے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس واقعہ کی خبر دی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے اپنی بہن کو قتل کیا تھا؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ آپ کے متعلق مجھے ایذاء پہنچاتی تھی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے بیٹوں کے پاس کسی کو بھیجا تو انہوں نے کسی اور کا نام لیا جو اس کا قاتل نہیں تھا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔

(المعجم الکبیر، ج۱۷، رقم الحدیث: ۱۲۴، ص ۶۵، ۶۴، مطبوعہ بیروت، تبیان القرآن، ج۵ص۸۰)

گستاخ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انجام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر میں

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مجدد دین ملت الشاہ احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گستاخِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴ ص ۲۹۹ تا ۳۰۱ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور میں لکھتے ہیں:۔

اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم المنقص لہ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللّٰہ تعالیٰ و من شك فی كفره و عذابه فقد كفر

یعنی اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذابِ الٰہی کی وعید جاری ہے اور جو اس کے کافر و مستحق ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہو گیا۔

نسیم الریاض جلد چہارم صفحہ ۳۸۱ میں امام ابن حجر مکی سے ہے:

ماصرح به من كفر الساب والشاك فی كفره هو ما علیه ائمتنا وغیرهم

یعنی جو ارشاد فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر یہی مذہب ہمارے آئمہ وغیرہم کا ہے۔

وجیز امام کردری جلد ۳ صفحہ ۳۲۱ پر ہے:

لو ارتد والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ تحرم امراته ویجدد النكاح بعد اسلامه والمولود بینهما قبل تجدید النكاح بالوطی بعد التكلم بكلمة الكفر ولد زنا ثم ان اتی بكلمة الشهادة علی العادة لا یجدید مالم یرجع عما قاله لان باتیانهما علی العادة لا یرتفع الكفر اذا سب الرسول صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم او واحد من الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام فلا توبة له و اذا شتمه علیه الصلوٰة والسلام سكران یعفی واجمع العلماء ان شاتمه كافر و من شك فی عذابه و كفره كفر ملتقطا كا كثر الاوانی للاختصار

یعنی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو جائے اس کی عورت حرام ہو جاتی ہے پھر اسلام لائے تو جدید نکاح کیا جائے اس سے پہلے کلمۂ کفر کے بعد کی صحبت سے جو بچہ ہوگا، حرامی ہوگا اور یہ شخص عادت کے طور پر کلمۂ شہادت پڑھتا ہے کچھ فائدہ نہ دیگا جب تک اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ عادت کے طور پر مرتد کے کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا اور جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد توبہ بھی اسے سزا دی جائے گی یہاں تک کہ اگر نشہ کی بے ہوشی میں گستاخی بکا جب بھی معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے اُمت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق جلد چہارم صفحہ ۴۰۷ میں ہے:

کل من ابغض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بقلبہ کان مرتدا فالساب بطریق اولیٰ و ان سب سکران لا یعفی عنہ یعنی جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کینہ ہے وہ مرتد ہے اس سے تعریض نہ کریں گے۔

اس لئے کہ گواہاں عادل کو جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اسلئے کہ اس کا مکرنا اس کفر سے توبہ ورجوع سمجھیں گے ولہذا گواہان عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ وہ شخص مرتد ہوگیا تھا اور اب توبہ کرلی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کریں گے کہ اس کے تمام اعمال حبط ہوگئے اور جورو (بیوی) نکاح سے باہر، باقی سزا نہ دی جائے گی۔ مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا سے دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں تھی اور نہ کسی اور نبی کی شان میں گستاخی۔ (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

فتاویٰ خیریہ علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار جلد اوّل صفحہ ۵۹ پر فرماتے ہیں:

من سب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ مرتد و حکمہ حکم المرتدین و یفعل بہ ما یفعل بلمرتدین ولا توبۃ لہ اصلا واجمع العلماء انہ کافر و من شک فی کفرہ کفر ملتنقطا

جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ کریم میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے اس کا حکم وہی ہے جو مرتدوں کا ہے اس سے وہی برتاؤ کیا جائے جو مردوں سے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے دنیا میں معافی نہ دیں گے اور باجماع تمام علمائے اُمت وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد اوّل صفحہ ۶۱۸ پر ہے:

اذا سبہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم او واحد من الانبیاء مسلم ولو سکران فلا توبۃ لہ تنجیہ کالزندیق و من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر

یعنی مسلمان کہلا کر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگرچہ نشہ کی حالت میں تو اس کی توبہ پر بھی اسے معافی نہ دیں گے جیسے دہریئے بے دین کی توبہ نہ سنی جائے گی اور جو شخص اس گستاخی کرنے والے کے کفر میں شک لائے وہ بھی کافر ہوجائے گا۔

ذخیرۃ العقبیٰ علامہ اخی یوسف صفحہ ۲۴۰ پر ہے:

قد اجمعت الامة على ان الاستخفاف بنبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و باى نبى كان عليهم الصلوٰة والسلام كفر سواء فعله على ذالك مستحلا ام فعله معتقد الحرمة وليس بين العلماء خلاف فى ذالك و من شك فى كفره و عذابه كفر

یعنی بے شک تمام اُمتِ مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی تنقیص شان کرنے والا کفر ہے خواہ اسے حلال جان کر اس کا مرتکب ہوا ہو یا حرام جان کر، بہر حال علماء کے نزدیک کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

ایضاً صفحہ ۲۴۲ پر ہے:

لا يغسل ولا يصل عليه ولا يكفن اما اذا تاب و تبرا عن الارتداد و دخل فى دين الاسلام ثم مات غسل و كفن و صلى فيه و دفن فى مقابر المسلمين (تنویر الابصار شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی)

یعنی وہ گستاخی کرنے والا جب مرجائے تو اسے نہ غسل دیں نہ کفن دیں نہ اس پر نماز پڑھیں ہاں اگر توبہ کرے اور اپنے اس کفر سے برأت کرے اور دین اسلام میں داخل ہو اس کے بعد مرجائے تو غسل، کفن، نماز اور مقابر مسلمین میں دفن سب کچھ ہوگا۔

كل مسلم ارتد فتوبة مقبولة الا الكافر بسب النبى الخ

ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا کافر ہے کہ دنیا میں سزا سے بچانے کیلئے اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔

درمختار میں ہے:

الكفار بسب نبى من الانبياء لا تقبل توبة مطلقا و من شك فى عذابه و كفره كفر

یعنی کسی نبی کی توہین کرنا ایسا کفر ہے جس پر کسی طرح معافی نہ دیں گے اور جو اس کے کافر و مستحقِ عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

بحرالرائق جلد پنجم صفحہ ۱۳۶ پر فرمایا:

سب واحد من الانبياء كذالك فلا يفيد الانكار مع البينة الا نانجعل انكار الردة توبة ان كانت مقبولة

یعنی کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دیں گے اور بعد ثبوت اس کا انکار فائدہ نہ دے گا کہ مرتد کا ارتداد سے مکرنا تو دفع سزا کیلئے ہے توبہ تو وہاں قرار پاتا ہے جہاں توبہ سنی جائے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں اس سے یہاں اصلاً معافی نہ دیں گے۔

دررالاحکام علامہ مولیٰ خسرو جلداوّل صفحہ ۲۹۹ پر ہے:

اذا سبه صلى الله تعالیٰ علیه وسلم او واحدا من الانبیاء صلوات الله علیهم اجمعین، مسلم فلا توبة له اصلاً و اجمع العلماء ان شاتمه کافر و من شك فی عذابه وکفره کفر

یعنی اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے ہرگز معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے اُمتِ مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

غنیۃ ذوالاحکام صفحہ ۳۰۱ میں ہے:

محل قبول توبة المرتد مالك تكن ردت بسب النبی او بغضه صلى الله تعالیٰ علیه وسلم فان کان به لا تقبل توبة سواء جاء تائبا من نفسه او شهد علیه بذالك بخلاف غیره من المکفرات

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور کفروں کی طرح یعنی کسی نبی کی توہین کرنا ایسا کفر ہے جس پر کسی طرح معافی نہ دینگے اور جو اسکے کافر و مستحقِ عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۹۹ تا ۳۰۱ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

گستاخ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انجام کے متعلق غزالیٔ زماں فخر المحدثین علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نظریہ

غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں فخر المحدثین علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، محمد اسماعیل قریشی سینئر ایڈوکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان کی کتاب ناموس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قانون رسالت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کتاب وسنت، اجماع اُمت اور تصریحات آئمہ دین کے مطابق توہین رسول کی سزا صرف قتل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح مخالفت توہین رسول ہے۔ قرآن مجید نے اس جرم کی سزا قتل بیان کی ہے، اسی بناء پر کافروں سے قتال کا حکم دیا گیا، قرآن مجید میں ہے:

ذٰلك بانهم شاقوا الله ورسوله (الانفال:۱۳)

یہ (یعنی کافروں کو قتل کرنے کا حکم) اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح مخالفت کر کے ان کی توہین کا ارتکاب کیا، توہین رسول کے کفر ہونے پر بکثرت آیاتِ قرآنیہ شاہد ہیں۔ مثلاً ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابا لله وايتهٖ ورسوله كنتم تستهزؤن لا تعتذرا قد كفرتم بعد ايمانكم (سورۂ توبہ:۶۵،۶۶) اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے ہم تو صرف ہنسی مذاق کرتے تھے، آپ (ان سے) کہیں کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہو، کوئی عذر نہ کرو، بے شک ایمان کے بعد تم نے کفر کیا۔

مسلمان کہلانے کے بعد کفر کرنے والا مرتد ہوتا ہے اور از روئے قرآن مرتد کی سزا صرف قتل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قل للمخلفين من الاعراب ستدعون الى قوم اولى باس شديد تقاتلونهم او يسلمون (سورہ الفتح:۱۶)

اے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے فرما دیجئے، عنقریب تم سخت جنگ کرنے والوں کی طرف بلائے جاؤ گے، تم ان سے قتال کرتے رہو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔

یہ آیت مرتدین اہل یمامہ کے حق میں بطورِ اخبار بالغیب نازل ہوئی، اگرچہ بعض علماء نے اس مقام پر فارس وروم وغیرہ کا ذکر بھی کیا ہے، لیکن حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حسب ذیل روایت نے اس آیت کو مرتدین بنی حنفیہ (اہل یمامہ) کے حق میں متعین کردیا:

عن رافع بن خدیج انا کنا نقرا ھذا الایۃ فیما مضی ولا نعلم من ھم حتی دعا ابوبکر رضی اللہ عنہ الی قتال بنی حنیفۃ فعلما انھم اریدوا بھا (البحر المحیط، ج۸ص۴۹۔روح المعانی، پ۲۶ص۱۰۲)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ زمانے میں ہم اس آیت کو پڑھا کرتے تھے اور ہمیں معلوم نہ تھا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے (مرتدین) بنی حنیفہ (اہل یمامہ) کے قتال کی طرف مسلمانوں کو بلایا، اس وقت ہم سمجھے کہ اس آیتِ کریمہ میں یہ مرتدین ہی مراد ہیں۔

ثابت ہوا کہ اگر مرتد اسلام نہ لائے تو از روئے قرآن اس کی سزا قتل کے سوا کچھ نہیں، قتل مرتد کے بارے میں متعدد احادیث واردِ ہیں، اختصار کے پیش نظر صرف ایک حدیث پیش کی جاتی ہے:

اتی علی بزنادقۃ فاحرقھم (وفی روایۃ ابی داؤد ان علیا احرقا ناسا ارتد واعن الاسلام) فبلغ ذلک ابن عباس فقال لو کنت انا لم احرقھم لنھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تعذبوا بعذاب اللّٰہ ولقتلھم لقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوہ (صحیح بخاری، ج۱ص۴۲۳۔ابوداؤد، ج۲ص۵۹۸)

حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس (مرتد ہونے والے) زندیق لوگ لائے گئے تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انہیں جلادیا، اس کی خبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا اگر (آپ کی جگہ) میں ہوتا تو انہیں نہ جلاتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کے عذاب کے ساتھ کسی کو عذاب نہ دو ،اور میں انہیں قتل کرادیتا کیونکہ رسول للہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جو (مسلمان) اپنے دین سے پھر جائے اسے قتل کردو۔

گستاخ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انجام محدث اعظم سعید ملت

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہم کی نظر میں

میرے استاذِ محترم عالم اسلام کے عظیم محدث، سعید ملت فخر المحد ثین شیخ القرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہٗ نے تفسیر تبیان القرآن اور شرح صحیح مسلم میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث قرآن وسنت کی روشنی میں فرمائی، چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:۔

توہینِ رسالت کرنے والے غیر مسلم کو

اسلامی ملک میں قتل کرنے کے متعلق مذاہب فقہاء

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

علامہ ابن المنذر نے کہا ہے کہ عام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی اس کو قتل کرنا واجب ہے، امام مالک، لیث، امام احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے اور امام ابوحنیفہ سے یہ منقول ہے کہ جو ذمی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے اس کو قتل نہیں کیا جائے گا، اس کے بعد علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں کہ اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ جو ذمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعریضاً اور کنایتاً برا کہے یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کمی کرے یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی صفت بیان کرے جو کفر ہو تو اس کو قتل کردیا جائے گا کیونکہ ہم نے اس بات پر اس کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا نہ اس پر اس سے معاہدہ کیا ہے، البتہ امام ابوحنیفہ، ثوری اور اہل کوفہ میں سے ان کے متبعین نے کہا کہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کا مذہب جس پر وہ قائم ہے، وہ شرک ہے اور وہ سب سے بڑا جرم ہے لیکن اس کو سزا دی جائیگی اور اس پر تعزیر لگائی جائے گی۔ (الجامع الاحکام القرآن جز ۸ ص ۲۱۔۲۰ مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

میں کہتا ہوں کہ جمہور فقہاء احناف نے امام ابوحنیفہ کے اس قول پر فتویٰ نہیں دیا بلکہ انکا یہی مسلک ہے کہ جو ذمی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرے وہ واجب القتل ہے اور توہین سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے عقیدہ کفریہ اور شرک کے علاوہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق کوئی ایسی بات کہے جو عرف میں توہین ہے۔

ائمہ کے نزدیک گستاخ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنا بالاجماع کفر ہے اور توہین کرنے والا بالاتفاق واجب القتل ہے اور اس کی توبہ قبول کرنے میں ائمہ مذاہب کے مختلف قول ہیں، خواہ توہین کا تعلق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ ہو یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب کے ساتھ ہو، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کے ساتھ یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی صفت کے ساتھ ہو اور یہ اہانت خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً ہو یا تعریضاً ہو یا تلویحاً ہو، اسی طرح کوئی شخص آپ کو بددعا کرے، آپ پر لعنت کرے یا آپ کا برا چاہے آپ کے عوارض بشریہ یا آپ سے متعلق اشیاء یا اشخاص کا آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بطریق طعن یا مذمت ذکر کرے، غرض جس شخص سے کوئی ایسا کلام صادر ہو جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہانت ظاہر ہو وہ کفر ہے اور اس کا قائل واجب القتل ہے، اسی طرح علامہ قاضی عیاض مالکی نے ذکر کیا ہے۔ (قاضی عیاض بن موسیٰ اندلسی متوفی ۵۴۴ھ، الشفاء، ج ۲ ص ۱۸۹)

علامہ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

قال محمد بن سحنون اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم المنقص لہ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللّٰہ لہ وحکمہ عند الامۃ القتل و من شک فی کفرہ و عذابہ کفر

محمد بن سحنون نے کہا ہے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہانت کرنے والا اور آپ کی تنقیص (آپ کی شان میں کمی) کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذابِ الٰہی کی وعید جاری ہے اور اُمت کے نزدیک اس کا حکم قتل کرنا ہے اور جو شخص اسکے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (قاضی عیاض بن موسیٰ اندلسی مالکی متوفی ۵۴۴ھ، الشفاء، ج ۲ ص ۱۹۰، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان)

بعض فقہاء حنفیہ کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

علامہ علائی لکھتے ہیں:

والکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل ولا یقبل توبۃ مطلقا ولو سب اللّٰہ تعالیٰ قبلت لانہ حق اللّٰہ تعالیٰ والاول حق عبد و من شک فی عذابہ و کفرہ کفر

جو شخص کسی نبی کو گالی دینے سے کافر ہو گیا اس کو بطورِ حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مطلق قبول نہیں ہے (خواہ خود توبہ کرے یا توبہ پر گواہی ہو) اور اگر اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور نبی کو گالی دینا بندے کا حق ہے اور جو شخص اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ (علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی الرد، ج ۳ ص ۳۰۰، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول)

علامہ شامی حنفی عدم قبول توبہ کی تشریح کرتے ہیں:

لان الحد لا یسقط بالتوبة فهو عطف تفسیر وفادانه حکم الدنیا اما عند اللّٰہ تعالیٰ فهی مقبولة کما فی البحر (علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار، ج ۳ ص ۳۰۰ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول)

کیونکہ حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتی اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم دنیا کے ساتھ خاص ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی توبہ مقبول ہوگی اسی طرح البحر الرائق میں ہے۔

بعض فقہاء شافعیہ کا بھی یہی قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کی توبہ مطلقاً قبول نہیں ہے۔

علامہ عسقلانی لکھتے ہیں:

وقد نقل بن المنذر الاتفاق علی ان من سب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم صریحا وجب قتله ونقل ابو بکر الفارسی احد ائمة الشافعیة فی کتاب الاجماع ان من سب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم مما هو قذف صریح کفر باتفاق العلماء فلو تاب لم یسقط عنه القتل لان حد قذفه القتل وحد القذف لا یسقط بالتوبة (علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری، ج ۱۲ ص ۲۸۱ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

علامہ ابن منذر نے نقل کیا ہے کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صراحتاً گالی دی اس کو قتل کرنا واجب ہے اور ائمہ شافعیہ میں سے علامہ ابوبکر فارسی نے کتاب الاجماع میں لکھا ہے کہ جب شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قذف صریح کے ساتھ گالی دی اس کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے اگر وہ توبہ کرے گا تب بھی اس سے قتل ساقط نہیں ہوگا کیونکہ یہ حد قذف ہے اور حد قذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

فاعلم ان مشهور مذهب مالك واصحابه وقول السلف وجمهور العلماء قتله حدا لا کفرا ان اظهر التوبة منه (الی قوله) قال الشیخ ابو الحسن القاسبی رحمة اللّٰہ اذا اقرا لسب وتاب منه واظهر التوبة قتل بالسب لانه هو حده وقال ابو محمد بن ابی زید مثله واما ما بینه وبین اللّٰہ فتوبة تنفعه (قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی متوفی ۵۴۴ھ، الشفاء، ج ۲ ص ۲۲۳۔۲۲۲ مطبوعہ ملتان)

جان لو کہ امام مالک، ان کے اصحاب، سلف صالحین اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس نے گالی دی اور اس کے بعد توبہ کر لی تو اس کو بطورِ حد قتل کیا جائے گا نہ بطورِ کفر، شیخ ابو الحسن قاسبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جب کسی شخص نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے کا اقرار کیا اور اس کے بعد توبہ کر لی اور توبہ کا اظہار کر دیا تو اس کو گالی کے سبب سے قتل کیا جائے گا، کیونکہ یہ اس کی حد ہے ابو محمد بن ابی زید نے بھی یہی کہا ہے البتہ اس کی توبہ اس کو آخرت میں نفع دے گی اور وہ عنداللہ مؤمن قرار پائے گا۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

ان قول مالک بعدم قبول التوبة اشہر واظہر مما رواہ عنہ الولید (الی قولہ) و اما الحنابلة فکلامہم قریب من کلام المالکیہ والمشہور عن احمد عدم قبول توبة و عنہ روایة بقبولہا فمذہبہ کمذہب مالک (الی قولہ) ان مذہب ابی حنفیة و الشافعی حکمہ' حکم المرتد و قد علم ان المرتد تقبل توبة کما نقلہنا عن النتف وغیرہ فاذا کان ہٰذا فی ساب الرسول صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ففی ساب الشیخین او احدہما بالاولیٰ فقد تحرر ان المذہب کمذہب الشافعی قبول توبة کما ہو روایة ضعیفة عن مالک (درمختار، ج۳ص۴۰۴)

جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی ہو اس کی توبہ قبول نہ کرنا، امام مالک کا مشہور مذہب ہے، اور امام احمد بن حنبل کا مشہور مذہب بھی یہی ہے اور ایک روایت ان سے یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائیگی، لہٰذا ان کا مذہب امام مالک کی طرح ہے، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اس کا حکم مرتد کی طرح ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ مرتد کی توبہ قول کی جاتی ہے جیسا کہ نتف وغیرہ سے منقول ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کا یہ حکم ہے تو حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دینے والے کا حکم بطریق اولیٰ یہی ہوگا کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے، بہر حال یہ بات ظاہر ہوگئی کہ احناف اور شوافع کا مذہب یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی اور امام مالک سے بھی یہ ایک ضعیف روایت سے ثابت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ گستاخِ رسول کی (دنیاوی احکام میں) توبہ قبول نہیں ہوگی اور اس کو قتل کیا جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی اور ایک قول یہ ہے کہ (دنیاوی احکام میں) اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور اس کو ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔

شریعت کی توہین کرنے والا تورات کی تصریح کے مطابق واجبُ القتل ہے

پاکستان میں توہین رسالت کا قانون بنایا گیا ہے جس کے مطابق سیّدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کی بھی توہین کرنے والے کو پھانسی کی سزا دی جاسکے گی، اس پر پاکستان میں رہنے والے غیر مسلم خصوصاً عیسائی آئے دن احتجاج کرتے رہتے ہیں اور باقی دنیا کے غیر مسلم بھی اس کو مسلمانوں کی بنیاد پرستی قرار دیتے ہیں اور اس قانون کو اقلیت پر ظلم قرار دیتے ہیں جبکہ بائبل میں یہ لکھا ہوا ہے کہ قاضی یا کاہن کی توہین کرنے والا بھی واجب القتل ہے اور نبی کی حرمت اور اس کا مقام تو کاہن اور قاضی سے کہیں زیادہ ہے، سو معلوم ہوا کہ توہین رسالت کا یہ قانون قرآن، حدیث، آثار اور مذاہب ائمہ کے علاوہ بائبل کے بھی مطابق ہے، بائبل کی عبارت یہ ہے:

شریعت کی وہ بات جو تجھ کو سکھائیں اور جیسا فیصلہ تجھ کو بتائیں اسی کے مطابق کرنا اور جو کچھ فتویٰ دیں اس سے دہنے یا بائیں نہ مڑنا ۝ اور اگر کوئی شخص گستاخی سے پیش آئے کہ اس کاہن کی بات جو خداوند تیرے خدا کے حضور خدمت کیلئے کھڑا رہتا ہے یا اس قاضی کا کہا نہ سنے تو وہ شخص مار ڈالا جائے تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دُور کردینا ۝ اور سب لوگ سن کر ڈر جائینگے اور پھر گستاخی سے پیش نہیں آئیں گے۔ (استثناء باب: ۱۷ آیت: ۱۳-۱۱، پرانا عہد نامہ، ص ۱۸۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی لاہور) ۔ (تبیان القرآن، ج ۵ ص ۸۵)

یہود و ہنود کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تمہارے نزدیک تو تمہارے ایک عالم کی توہین کرنے والا قتل کا مرتکب ہے تو وہ ذات جسے اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے رسول اور اپنا حبیب مکرم بنا کر بھیجا، آج اس ذاتِ مقدسہ پر ڈنمارک اور ناروے کے اخبارات میں جو اعلانیہ گستاخیاں کی گئی ہیں، یہود و ہنود ان کی پشت پناہی کر رہی ہیں ایسا شخص واجب القتل ہے۔

علامہ محمد بن علی محمد الحصکفی الحنفی المتوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک حق یہ ہے کہ جب کوئی شخص علی الاعلان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم کرے تو اس کو قتل کردیا جائے گا کیونکہ سیر، ذخیرہ میں یہ تصریح ہے کہ امام محمد نے فرمایا، جب کوئی عورت علی الاعلان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم کرے تو اس کو قتل کردیا جائے گا کیونکہ روایت ہے کہ حضرت عمر بن عدی نے سنا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دیتی تھی، انہوں نے رات میں اس کو قتل کردیا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے اس فعل کی تعریف فرمائی۔ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار، ج ۳ ص ۲۸۰-۲۷۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۹ھ)

علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: جو شخص علی الاعلان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم کرے یا عادتاً سب وشتم کرے تو اس کو قتل کردیا جائے گا خواہ وہ عورت ہو۔ (رد المحتار، ج ۳ ص ۲۷۸، مطبوعہ بیروت ۱۴۰۹ھ)

شوکانی لکھتے ہیں: و فی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما و حدیث الشعبی دلیل علی انه یقتل من شتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و نقل ابن المنذر الاتفاق علی ان من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم صریحا وجب قتله قال الخطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیه لا اعلم خلافا فی وجوب قتله اذا کان مسلما (نیل الاوطار، ج ۷ ص ۲۱۴)

حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حدیث شعبی اس بات کی دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب و شتم کرنے والے کو قتل کردیا جائیگا اور ابن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاتمِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجوب قتل پر اتفاق نقل کیا ہے، امام خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس فعل شنیع کا مرتکب اگر مسلمان ہو تو اس کے وجوبِ قتل میں کوئی اختلاف نہیں۔

شوکانی اس کے بعد لکھتے ہیں: جو شخص مسلمان ہو کر اہانتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارتکاب کرتا ہے، وہ مرتد ہے بلکہ مرتد سے بھی زیادہ سنگین مجرم ہے کیونکہ توہینِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مجرم کی سزا قتل ہے جو توبہ سے بھی معاف نہیں ہوسکتی، جب کہ عام مرتد کی سزا توبہ کرنے سے معاف ہوجاتی ہے۔ چنانچہ مرتد کے بارے میں ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں:

جمہور اہل علم کا موقف یہ ہے کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اور پھر مطالبہ کرنے کے بعد اسے تین دن کی مہلت دی جائے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی مذہب یہی ہے، حنفیہ میں سے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے مرتد کو قتل نہ کیا جائے البتہ اگر وہ مہلت مانگے تو اسے تین دن کی مہلت دی جائے۔ (الصارم المسلول، ص ۳۲۱)

حضرت صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

گستاخ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کے انجام تک پہنچانا

فاتحِ بیت المقدس حضرت صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے جب بیت المقدس کو فتح کیا تو آپ نے عام معافی کا اعلان کیا لیکن ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ آج ہر ایک کیلئے معافی ہے سوائے ایک شخص کے جس نے میرے پیارے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں گستاخی کی، جب تک اس گستاخِ رسول کو انجام تک نہیں پہنچاؤں گا چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ اس گستاخِ رسول نے پوری اُمتِ مسلمہ کو چیلنج کیا تھا کہ (نعوذ باللہ من ذالک) کہ کہاں ہے تمہارا **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آکے بیت المقدس کو کیوں نہیں چھڑاتا۔ حضرت صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس گستاخِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تلاش کر کے سب لوگوں کے سامنے قتل کیا اور للکار کر کہا کہ اس سلطنت میں گستاخِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ ہر ایک کو رہنے کی اجازت ہے، آپ نے اس گستاخِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چیلنج کرنے والے گستاخ آج اس محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام بیت المقدس کو آزاد کرنے آیا ہے، کسی گستاخ میں ہمت ہے تو سامنے آئے۔ حضرت صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس گستاخِ رسول کو واصلِ جہنم کرنے کے بعد سکون کا سانس لیا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر اُمتی کو ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مر مٹنے کا عملی درس دیا تاکہ گستاخِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انجام سوائے موت اور واصلِ جہنم کے اور کچھ نہیں۔ (الروضتین فی اخبار الدولتین، ج ۲ ص ۸۱، مطبوعہ دار الجلیل بیروت)

حرف آخر

یہود و نصاریٰ ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کو دنیا سے مٹانے کی ناپاک سازشیں اور جدوجہد کرتے آئے ہیں اور اپنے تمام وسائل، تمام طاقت اور تمام مال و دولت اپنے ان ناپاک منصوبوں کی تکمیل میں صَرف کرتے آئے ہیں۔ قرآن مجید ان کے اس ناپاک نظریے کو رد فرماتا ہے،

ان الذين كفروا ينفقون اموالهم ليصدوا عن سبيل الله فسينفقونها ثم تكون عليهم حسرة ثم يغلبون ط والذين كفروا الى جهنم يحشرون (الانفال:۳۶)

بے شک جنہوں نے کفر کیا، وہ اپنے مال اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکیں، تو اب وہ انہیں خرچ کریں گے، پھر وہ ان پر حسرت بن جائیں گے پھر (یہ لوگ) مغلوب کردیے جائیں گے اور جنہوں نے کفر کیا وہ دوزخ کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے بدر واحد ہو یا احزاب وحنین، صلیبی جنگوں کا سلسلہ ہو یا تاتاریوں کی یلغار، اسلام ہمیشہ سربلند رہا۔

یہود و نصاریٰ نے جب یہ محسوس کرلیا کہ اسلام اور مسلمانوں کو مغلوب نہیں کیا جاسکتا اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب تک اہل ایمان مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی سے وابستہ ہیں اور ان کے دل محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے جگمگا رہے ہیں، انہیں مغلوب اور زیر کرنا ممکن نہیں، جب میدانِ جنگ میں مسلمانوں کو شکست دینا ممکن نہ رہا تو اہل مغرب نے تیغ وسناں رکھ دیئے اور طے شدہ منصوبے کے تحت کبھی ڈراموں کے ذریعے، کبھی فلمیں بنا کر، کبھی کارٹوں اور کبھی تعصب خیز لٹریچر کے ذریعے اسلام اور داعیٔ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلیٰ کردار کو مسخ کرنے کی ناپاک کوششیں کیں، کبھی یہ فتنہ مسلمہ کذاب کی صورت میں، کبھی سلمان رشدی ملعون و کافر کی صورت میں اور کبھی مرزا قادیانی مرتد وملعون کی صورت میں نمودار ہوتا رہا۔ اہل ایمان اور شمعِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پروانوں کو پاؤں تلے روندا جاتا رہا، حال ہی میں ایسی ہی ایک ناپاک جسارت ڈنمارک اور ناروے کے چند اخبارات کے ایڈیٹرز و ذمہ داران نے کی اور یہود و نصاریٰ نے ان کا دفاع کیا اور اسے آزادیٔ اظہار کا نام دیا، اِن شاءَ اللہ بہت جلد مسلمانوں کا جذبۂ ایمان اور محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سیلاب میں یہ فتنہ بھی کچلا جائے گا۔

ان کی اس ناپاک و مذموم جسارت پر پورا عالمِ اسلام تڑپ اُٹھا ہے جس کے ردِّعمل میں ہر مسلمان اپنے جذبات کا مختلف ذرائع سے اظہار کر رہا ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ جس طرح ماضی میں صلیبی تلواروں کے مقابلے میں مصطفائی تلواریں میان سے نکلیں، بدر، احد اور دیگر غزوات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے دور کی فتوحات، حضرت صلاح الدین ایوبی اور محمد بن قاسم رحمہم اللہ علیہم اجمعین جیسے مجاہدین اسلام کے کارنامے، اس کی واضح مثالیں ہیں، آج جبکہ عالمی سطح پر جنگیں میدان میں نہیں بلکہ علم و آگہی اور شعور کے ذریعے اپنی معیشت و ثقافت کو بلند کر کے جیتی جاتی ہیں تو ضرورت اس امر کی ہے کہ اُمتِ مسلمہ کے اہلِ قلم بھی صلیبی قلم کے مقابلے میں علمی اور فکری قلم اٹھائیں اور دشمنانِ اسلام کی سازشوں کا بھرپور جواب دیتے ہوئے علمی اور قلمی جہاد میں حصہ لیں، اسی جذبے کو اپنے سینے میں لئے ناچیز نے بھی قلم اٹھانے کی جسارت کی تاکہ اُمتِ مسلمہ کو دینی شعور اور احساس و جذبات کی دولت سے آشنا کیا جائے۔

الحمد للہ علیٰ احسانہٖ بندہ ناکارہ خلائق نے گستاخِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انجام کے عنوان سے یہ مختصر سی تحریر لکھنے کی ادنیٰ سی سعی کی تاکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشاق میں اپنا نام رقم کرنے کی سعادت حاصل ہوجائے، میری دعا ہے کہ ربِّ کریم میری اس ادنیٰ سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر فرد کو ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقط محمد نصیر اللہ نقشبندی

ع

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ ۔۔۔ انسا نہیں انسان، وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ۔۔۔ ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ

(اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن)

ع

جو اٹھائے اُنگلی ناموس شہ ابرار پر ۔۔۔ لعنت ایسی بے لگام آزادئ اظہار پر
وہ نہیں مؤمن نہ جو محبوب کو ترجیح دے ۔۔۔ مال، جان، اولاد پر اجداد پر گھر بار پر
ہو رہے ہیں جو کہ توہینِ نبی کے مرتکب ۔۔۔ آسماں ٹوٹے گا ایسے لعنتی کفار پر
پھر بھی ناموس رسالت پر نہ آنے دیں گے آنچ ۔۔۔ گو ہمیں لٹا کا دیا جائے صلیب و دار پر

(فیض رسول فیضانؔ)